ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر پروین کلو

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ڈاکٹر صائمہ سجاد

سیکشن انچارج، دی قائد اعظم سکول، نوشہرہ۔

ڈاکٹر محمد رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ ۔

محمد حسین آزاد کی تاریخ پر گرفت

Dr. Parveen Kallu
Associate Professor Urdu Department, Government College University Faisalabad.
Dr.Saima Sajjad
Section Head, The Quaid-e-Azam School Nowshera.
Dr. Muhammad Rahman*
Assistant Professor Urdu Department Hazara University Mansehra.

***Corresponding Author:** drmrehman75@gmail.com

Research quality of Mohammad Hussain Aazad

There is one such personality in Urdu literature, Muhammad Hussain Azad, who, even in a state of madness and madness, has accomplished feats that many in the world of wisdom cannot even think of. He not only gave a new style to Urdu poetry but also gave a new form and form to Urdu poetry. This same person lit the candle of new criticism. He laid the foundation of thematic poetry, started the tradition of Majlisi criticism. He was the first to present the theory of the birth of the Urdu language and declared Birj Bhasha as the source and source of the Urdu language. He emphasized the use of foreign languages, especially English, for the promotion of Urdu. "Aab-e-Hayat" is a work by Muhammad Hussain Azad, which is considered a

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

modern commentary on classical poets. This book consists of five periods, behind which twenty years of hard work are behind it. At the beginning of "Aab-e-Hayat", Muhammad Hussain Azad has presented a systematic theory of the history of Urdu, and immediately after that is the history of Urdu prose and Urdu poetry. In the previous commentary, criticism, situations and poetry were not analyzed in a balanced manner like "Aab-e-Hayat". This book contains fiction, literature and expressive prose. In essay writing, this book has an eternal status in Urdu literature. Aab Hayat has the status of an inspired book of prose due to its language, elegance and delicacy. In Aab Hayat, the history of Urdu language and literature is described in a very detailed manner. The author has divided the entire literary history into five periods. In which the commentary begins with Wali and ends with Mirani. This book is important both historically and critically.

Key Words: *Muhammad Hussain Azad, "Aab-e-Hayat", Birj Bhasha, Urdu prose, Urdu poetry, language, elegance, delicacy.*

مولانا آزاد کی شخصیت جتنی متنازعہ ہے اتنی شاید کسی اور نثر نگار کی نہ ہو۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہو کہ آزاد سے اپنے اسلوب اور زبان اردو سینہ بہ سینہ سنی گئی معلومات کے لحاظ سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اس حوالے سے اُن کی متنازعہ تصنیف "آبِ حیات" ہے۔ اس کتاب نے آزاد کو کئی حیثیتوں سے منوایا۔ یہ کتاب بظاہر ایک تذکرہ ہے لیکن اس میں تاریخ، تحقیق، خاکہ نگاری، مضمون نگاری اور تنقیدی نگاری کے سارے نقوش ملتے ہیں بلکہ خاکہ نگاری کے ابتدائی نقوش ہی اس کتاب میں ملتے ہیں۔ آزاد نے اپنے متقدمین اور معاصرین کی ایسی تصویر کاری کی ہے کہ حیرانگی ہوتی ہے۔ اُن شاعروں کے مرقعے جس طرح آزاد نے پیش کیے ہیں وہ انھی کا خاصا ہیں۔ ان تصاویر میں آزاد نے اپنی انشاپردازی سے ایسے رنگ بھر دیئے ہیں کہ مکمل شخصی مرقعے بن گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں اردو کا پہلا خاکہ نگار کہنا بجا ہے۔ اس طرح "آبِ حیات" میں انھوں نے اردو زبان کی ابتدا، اس کے مولد، اس کے ماخذ اور فارسی کے ساتھ اس کے اشتراک پر بھرپور بحث کی اور اپنا پہلا نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اتنی سی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری اردو زبان برج بھاشا سے نکلی ہے۔"[۱]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس سے پہلے کسی محقق نے اس طرح کا نظریہ پیش نہیں کیا تھا۔ یوں آزاد نے ایک تاریخی لیکن متنازعہ نظریہ پیش کر کے خشتِ اول ڈال دی۔ بعد میں اردو زبان کے حوالے سے مختلف ناقدین اور محققین کے نظریات سامنے آئے۔

"آبِ حیات" محققانہ لحاظ سے اتنی اہم شاید نہ ہو لیکن اس میں آزاد کی ناقدانہ صلاحیتوں کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہو گی۔ کیوں کہ یہی کتاب ہے جس میں آزاد کے تنقیدی نظریات پہلی بار منظرِ عام پر آئے ہیں۔

"آبِ حیات" پہلی بار ۱۸۸۰ء میں چھپی، اس کتاب نے چھپتے ہی بہت زیادہ مقبولیت حاصل کر لی۔ اس تصنیف کو ابدی حیثیت حاصل ہے۔ آزاد نے اس کتاب کو پانچ مختلف ادوار میں منقسم کیا ہے اور یہ تقسیم خاصی دلچسپ و عجیب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ہر دور کے عہد کے مخصوص رجحانات اور میلانات کے حوالے سے شعرا پر تنقید کی ہے اور ان کا تاریخی جائزہ لیا ہے۔ ہر دور پر عمدہ اور بسط گفتگو کی گئی ہے۔ ہر دور کے شاعر کا انفرادی جائزہ اس کتاب کی قدر و قیمت بڑھاتا ہے۔ ہر شاعر کے کلام پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ آزاد کی جمع کردہ بعض معلومات غیر تصدیق شدہ بھی ثابت ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ انھوں نے زبانی کلامی معلومات پر بھروسہ کیا اور جیسا سنا ویسے لکھ ڈالا۔

"آبِ حیات" آزاد کی محققانہ مساعی کا عظیم شاہ کار ہے۔ آزاد نے صاف گوئی اور صدق دل سے تمام معاملات صفحۂ قرطاس پر ابھاری ہیں۔ اس حوالے سے اُن کے الفاظ یہ ہیں:

> "نئے تعلیم یافتہ جن کے دماغوں میں انگریزی سے روشنی پہنچتی ہے وہ ہمارے تذکروں کے اس نقص پر حرف رکھتے ہیں کہ ان سے نہ کسی شاعر کی زندگی کی سرگزشت کا حال معلوم ہوتا ہے نہ اس کی طبیعت اور عادات و اطوار کا حال کھلتا ہے۔ نہ اس کے کلام کی خوبی اور صحت و سقم کی کیفیت کھلتی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معاصروں میں اور اس کے کلام میں کن کن باتوں میں کیا نسبت تھی۔ انتہا یہ ہے کہ سال ولادت اور سال وفات تک بھی نہیں کھلتا۔"(۲)

اس تذکرے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس میں قدیم تذکروں جیسی خامیاں نہیں ہیں کیوں کہ آزاد جس طرح اوپر کی سطور میں کہا ہے، ثابت بھی کیا اور ہر شاعر کے بارے میں پوری معلومات دی ہیں کہ وہ کہاں پیدا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوا، کب پیدا ہوا، نیز یہ ک اس کی زندگی کے مختلف ادوار میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ ان سب سے پتا چلتا ہے ک ہ آزاد نے انتہائی میکانیکی انداز سے شعرا کے بارے میں اور ان کے کلام پر تبصرے کیے۔

جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا کہ آزاد کی یہ کتاب خاصی متنازعہ بھی رہی ہے۔ کسی نے ایسے تاریخ نہیں افسانہ کیا ہے تو کسی نے غلط اور غیر تصدیق شدہ معلومات کا بختیار خانہ کہا ہے۔ کوئی تو آزاد کو مانتا ہی نہیں۔ اس حوالے سے گیان چند جین نے لکھا ہے:

"اردو تحقیق کی تاریخ میں مولانا محمد حسین آزاد کی شخصیت جتنی متنازعہ فیہ ہے اتنی کسی اور کی نہیں، ناواقفوں کے نزدیک، آبِ حیات، اردو کی ادبی تاریخ کی معلومات کا گنجینہ ہے۔ اہلِ نظر کی نظر میں ادب کی تاریخ۔ تاریخی افسانوں کا مخزن ہے۔"(۳)

قاضی عبد الودود بھی آزاد کو محقق سے زیادہ افسانہ نگار مانتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"اکثریت آزاد کی شاعری کی معترف ہے مگر یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ وہ تحقیق کے مردِ میدان تھے۔"(۴)

ڈاکٹر محمد اسلم فرخی آزاد کو محقق سے زیادہ افسانہ نگار مانتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"آزاد دراصل واقعات کو ڈرامائی انداز میں پیش کرنے کے لیے اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ اضافہ ضروری سمجھتے تھے۔ یہ بات انشا پردازی کے معیار سے تو درست ہو سکتی ہے لیکن ادبی تاریخ اس تقاضے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔"(۵)

اوپر بیان کیے گئے بیانات سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ آزاد کا انداز محققانہ نہیں بلکہ افسانہ طرازی کا ہے۔ ان اصحاب کے خیال میں آزاد نے شعرا کے حالات لکھنے میں اپنی طرف سے اضافے کیے۔ دیگر یہ کہ جن کو پسند کیا انھیں فرشتے اور جن کو ناپسند کیا انھیں شیطان بنا کر پیش کیا۔ ایک اور رائے یہ بھی ہے کہ وہ واقعات میں افسانوی انداز شامل کر کے اصل واقعے کو کچھ اور بنانے کے ماہر تھے اور اپنی بات میں تاثیر پیدا کونے کے لیے انشا پردازی کا سہارا لیتے تھے۔ بعض اور اصحاب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حکیم عبد الحئی کے مطابق اس میں اگرچہ نقائص ہیں لیکن وہ آزاد کی غلطیاں ہیں نہ کہ شعوری کاوش۔

۲۔ حافظ محمود شیرانی نے "تنقید آبِ حیات کا سلسلہ"، "اورئینٹل کالج میگزین" میں شروع کیا لیکن آزاد کے پوتے آغا محمد باقر کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے یہ سلسلہ رک گیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21

۳۔ قاضی عبدالودود نے "آزاد بحیثیت محقق" میں اس کی عجیب سی غلطیاں نکالیں۔ کیوں کہ ان غلطیوں کی کوئی خاص توجیہہ پیش نہیں کیں اور نہ کوئی ثبوت فراہم کر سکے۔

۴۔ ڈاکٹر عابد پشاوری نے بھی بعض کمیوں اور کوتاہیوں پر مضامین لکھے ہیں۔

لیکن اوپر بیان کی گئی ان ساری کتب کے مقابلے میں سید مسعود حسین رضوی کی کتاب "آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ "اہم کتاب ہے جس میں مثبت تنقید کی گئی ہے۔

"آبِ حیات" کی اکثر غلطیاں تو دوسرے ایڈیشن میں آزاد نے خود ٹھیک کر دی تھیں جیسے میر ضاحک، میر حسنین، میر خلیق و انیس و دبیر کے حالات کو دوسرے دوسرے ایڈیشن میں نکالا۔ علاوہ ازیں ناسخ اور ذوق کے حالات لکھے۔ جرأت کے بارے میں ان کے اندھے پن کے حوالے سے روایات کو مشکوک قرار دیا۔ یحیٰ امان جرأت کے بارے میں آزاد نے "آبِ حیات" کے پہلے ایڈیشن میں یہ الزام لگایا تھا کہ وہ خواتین کی محفلوں میں ضانے کے لیے خود کو امدھا بنا کر پیش کرتے تھے اور بعد میں اندھے ہی ہو گئے۔ آزاد کے بعد اُن کے بہت سے رشتہ داروں نے بھی آزاد کی بیان کی گئی غلطیاں اگلے ایڈیشنوں میں نکالیں۔ "آبِ حیات" میں سب سے پہلے اردو زبان کی تاریخ کے بارے میں لکھا۔ اگرچہ اس کے بیان میں بھی کئی تحقیقی غلطیاں تو تھیں مگر چوں کہ آزاد اُس وقت یہ نظریہ پہلی بار پیش کر رہے تھے اس وقت یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے علاوہ شعرا کے بارے میں بیان کی گئی تاریخوں میں بھی نقائص تو ہیں لیکن چوں کہ آزاد اپنی تنقیدی مساعی کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑا۔

آزاد نے امیر خسرو کے بارے میں بھی اُن کے ساتھ متعدد ہندی تخلیقات کو منسوب کر کے ایک بڑی غلطی کی تھی۔ ولی کی ایک مثنوی "معرکہ کربلا کے حال میں" کو ان کے ساتھ منسوب کرنے کی غلطی بھی کی۔ شاہ خانم کے سال وفات ۱۲۰۷ھ درج کی جب کہ اصل تاریخ ۱۱۹۶ھ ہے۔ ایک معروف شاعر "فغان" کے حوالے سے سودا کا یہ شعر درج کیا ہے:

وے صورت الٰہی کس ملک بستیاں ہیں
اب جن کو دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں (۶)

جب کہ بعد میں تحقیق سے پتہ چلا یہ شعر تو فغان کی کلیات میں ہی سودا کے حوالے سے موجود نہیں ہے۔

مرزا مظہر جانِ جاناں کے بارے میں ان کے دو بیان غلط ثابت ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے مظہر جانِ جاناں کو میر و انیس سے کم درجے کا شاعر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ مظہر کسی طرح بھی غزل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلّہ

کے میدان میں میر اور سودا سے کم درجے کے نہیں تھے۔ دوسرا بیان یہ تھا کہ مظہر جان جاناں کے قاتل کے بارے یہ لکھا کہ وہ سنی مسلک سے تعلق رکھتا تھا جب کہ سنی مسلک سے متعلق ہی نہیں تھا۔

"آبِ حیات" میں شاہ عالم ثانی کے حوالے سے ایک لطیفہ درج ہے۔ جو یوں ہے:

"بھئی ہم تو پاخانے میں بیٹھے بیٹھے چار غزلیں کہہ لیتے ہیں۔"

اس پر سودا نے کہا "حضور ویسی بو بھی آتی ہے۔" اور اس کے بعد شاہ عالم کا دربار چھوڑ دیا۔"(۷)

اس لطیفہ کو دیکھیں تو ایک تو یہ لطیفہ غیر فطری سا لگتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک بادشاہ کے منہ کوئی شاعر اس طرح کی بات کرنے کی جرات کر سکتا ہے؟ حافظ محمود شیرانی کے بقول سودا کبھی شاہ عالم سے ملے ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سودا کے بارے میں یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے سودا کو دلی سے طلب کیا۔ جب کہ شیخ چاند کے خیال میں دلی سے نہیں فرخ آباد سے طلب کیا تھا۔ سودا کے بارے میں بھی ان سے فاش غلطیاں ہوتی ہیں۔ آزاد کے کلام کو بے ترتیبی سے مرتب کیا ہے۔ نیز ان کے حالات کا ذکر بھی ایک منطقی ترتیب سے نہیں کیا۔ دیگر یہ کہ ان کے کلام کی ترتیب کا سہرا حکیم سید اصلح الدین خان کے سر باندھا ہے جب کہ قاضی عبدالودود کے مطابق مرتب کا کام غلام احمد نے کیا تھا۔

ولی دکنی کے مختلف ناموں میں جو حط مبحث پایا جاتا ہے اس میں بھی آزاد نے ایک نام شمس ولی اللہ کا اضافہ کیا ہے مگر قاضی عبدالودود کے مطابق یہ نام ولی کے نام کا کبھی حصہ نہیں رہا۔ اسی طرح ولی دکنی کے کلام کا پیرس اور لندن سے چھپنا ثابت کرنے کی کوشش جب کہ قاضی عبدالودود صرف پیرس سے چھپائی ثابت کرتے ہیں۔ ولی کے ساتھ الگ شعر منسوب کیا ہے جو غلط ہے۔ شعر یہ ہے:

دل ولی کا لے لیا دلی نے چھین
جا کہو کوئی محمد شاہ سوں (۸)

مذکورہ شعر ولی کے کلام میں موجود ہی نہیں۔

ان تمام مذکورہ غلطیوں کے باوجود آزاد کی مساعی قابلِ داد اس لیے ہے کہ کیوں کہ ابتدائی تذکروں میں "آبِ حیات" جیسی خوبیاں ہیں ہی نہیں۔ اس کے علاوہ شعرا کے حالات جیسے آزاد نے تفصیل سے درج کیے ہیں وہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلّہ

انھی کا خاصا تھا۔ علاوہ ازیں آزاد نے پانچویں دور میں ناسخ کے کلام پر بحث کی ہے اور اس کے کلام کی جملہ خصوصیات پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے جو کہ عمدہ انداز لیے ہوئے ہے۔ شعر نیچے درج ہے:

مسی مالیدہ لب پہ رنگ یاں ہے
تماشا ہے نہ آتش دھواں ہے (۹)

بہر حال ساری غلطیاں اپنی جگہ لیکن جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا کہ چوں کہ آزاد نقشِ اول پیش کر رہے تھے اور روایتی تذکروں سے انحراف کی جرأت کر رہے تھے اس لیے یہ غلطیاں قابلِ معافی ہیں۔ اس حوالے سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے:

"جو شخص بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس پر دو باتوں کا فوراً ہو گا۔ ایک آزاد کی علمیت کا، دوسرے ان کے اندازِ بیاں کے جمالیاتی حسن کا، علمی زاویہ نگاہ سے اس میں بہت سے ادبی مسائل، تاریخی حقائق، انسانی اصول اور فکری اشارات ملیں گے جن سے خیال انگیز سوالات پیدا ہو سکتے ہیں اور تحقیق و تنقید کی نئی راہیں کھل سکتی ہیں۔ جو باتیں غلط ہوں گی تحقیق کی جا سکتی ہیں۔ جو اشارے ادھورے نظر آئیں ان کی تکمیل ہو سکتی ہے اور جو بات صحیح نہ ہو ان کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اسلوب کا تعلق ہے اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ ان کا حل لازوال ہے۔ آج کے حالات میں ایسی نثر نہ لکھی جا سکے یا پسندیدہ نہ ہو لیکن اس کی ادبیت اور اثر انگیز پن کا اعتراف ضروری ہے۔ نازک جزئیات اور لطیف احساسات کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس کا بیانیہ اسلوب بھی پُر کشش۔ اسی وجہ سے کتاب کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس کا مطالعہ اکتاہٹ پیدا کرے۔"(۱۰)

اس تمام بحث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ "آبِ حیات" محمد حسین آزاد کی ایک مشہور و معروف کتاب ہے جس کے بارے میں چاہے جتنی بھی متضاد آرا ہوں لیکن یہ بھی کیا کم ہے کہ آزاد نے نقشِ اول پیش کیا ہے اور نقشِ اول میں ابتدائی تحقیقی و تاریخی غلطیوں کا امکان تو ضرور ہوتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلّہ

حوالہ جات

۱۔ محمد حسین آزاد، آبِ حیات، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۳

۲۔ محمد حسین آزاد، آبِ حیات، ص ۴۔۵

۳۔ ڈاکٹر گیان چند، اردو کی ادبی تاریخیں، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۴۷

۴۔ قاضی عبدالودود، آزاد بحیثیت محقق، مشمولہ نوائے ادب، ممبئی، ۱۹۵۲ء، ص ۳

۵۔ ڈاکٹر اسلم فرخی، محمد حسین آزاد، مکتبہ دانیال، کراچی، س ن، ص ۱۴۲

۶۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۷۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۸۔ ایضاً، ص ۹۳

۹۔ ایضاً، ص ۳۶۰

۱۰۔ سید احتشام حسین، مقدمہ، آب حیات، از محمد حسین آزاد، ایضاً، ص ۱۱